رضوان من اللہ اکبر

زیر سایہ اعلیحضرت مولانا الحاج ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری

زیر سرپرستی حضرت مولانا علامہ الحاج ابو البرکات سید احمد صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور پاکستان

رضوان

لاہور

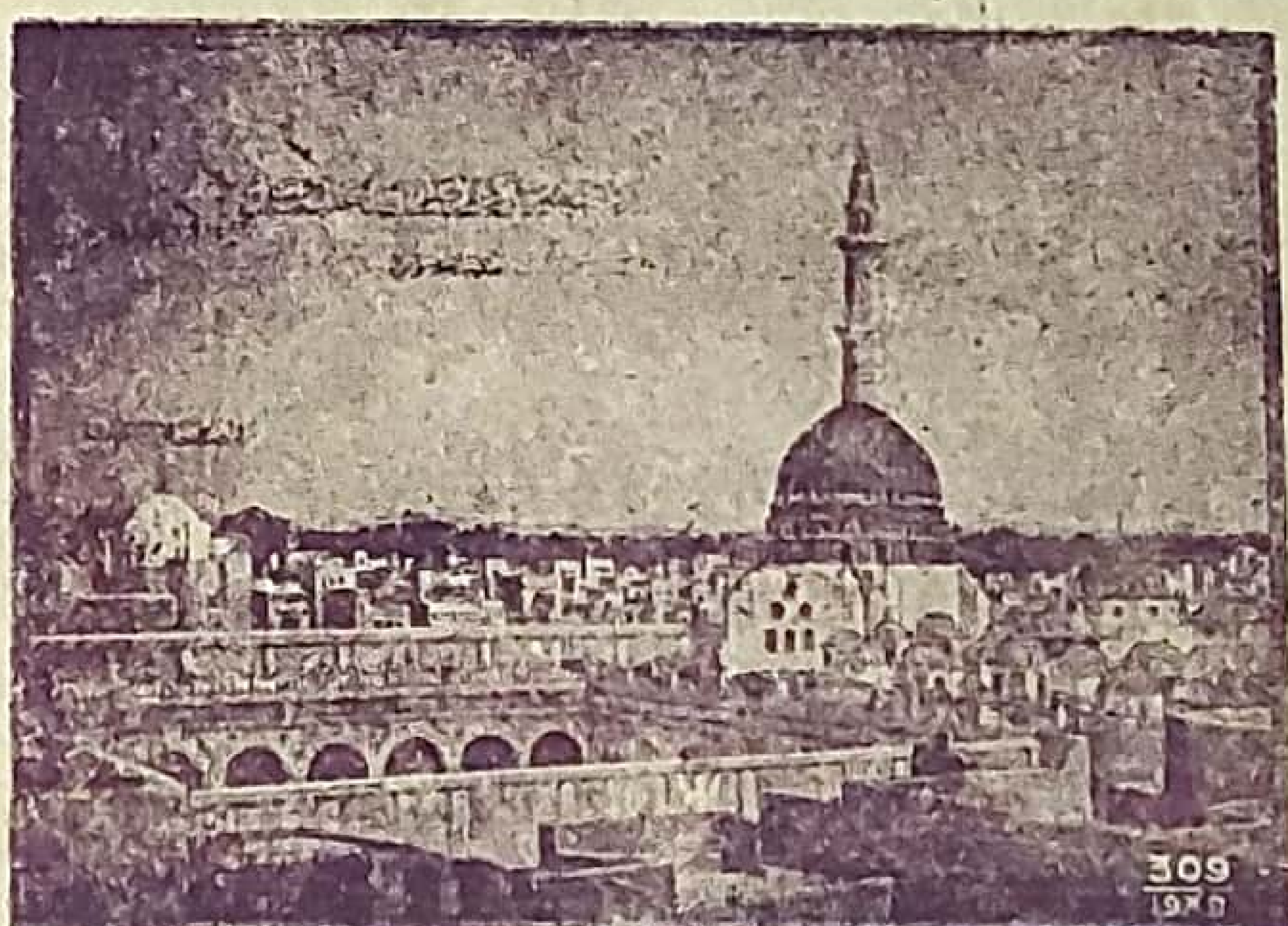
مذہبی

اخلاقی - اصلاحی - مضامین کا گنجینہ

اہلسنت و جماعت کا مذہبی ترجمان

چندہ سالانہ (۶ روپے) ششماہی (۳ روپے)

مدیر مسئول سید محمود احمد رضوی



قیمت ۴ آنے

اہلِ سُنت وَجماعت کا مذہبی ترجمان

وفات

مولانا عبد الحی لکھنوی۔ ۱۳۰۴ — آب نور سے المصطفیٰ کی محدر سے۔ عمدۃ الرعایہ۔ ص ۲۶۲ حاشیہ ۵۔

مولانا قاسم نانوتوی۔ ۱۲۹۷ — قصائد قاسمی ص ۷ — حضور نور ہیں

مولانا محمد یعقوب نانوتوی۔ ۱۳۰۲ — حضور نور ہیں۔ بیاض یعقوبی حصہ سوم ص ۱۹۷

مولانا رشید احمد گنگوہی۔ ۱۳۲۳ — امداد السلوک۔ حضور علیہ السلام نور ہیں

مولانا اشرف علی تھانوی۔ ۱۳۶۲ — نشر الطیب ص ۱۳ — ۳۰۰۵

مولانا انور شاہ کاشمیری ۱۳۵۲ — ضرب الخاتم علی حدوث العالم۔ ص ۲

اہلحدیث!

فوت — حوالے

امام ابن تیمیہ۔ ۷۲۸ — نوعار المقابر مترجم ص ۱۱۵ آخری وقت چادر لپٹے نوری چہرے پر ڈال دی

امام ابن قیم ۷۵۱ — زاد المعاد آپ نورانی چراغ ہیں جلد ۲ ص ۳۶

مولانا اسماعیل دہلوی ۱۲۴۶ — منصب امامت جو آنکھ کو اللہ نے ص ۱۰۵ آپ کے نور افشانی

مولانا محمد صدیق حسن خان بھوپالی ۱۳۰۷ — نفح الطیب ص ۲۰ الشمامۃ العنبریہ ص ۱۰ حضور خلق کے نور ہیں

مولانا وحید الزمان ۱۳۲۸ — اللہ تعالیٰ نے خلق کو نور محمدی سے شروع کیا۔

چار رکعت۔ انا انزلناہ (3) اخلاص 5 مرتبہ — دونوں جہان حاصل۔ اللہ بخشے عالم

چار رکعت۔ انا انزلنا۔ الکثرہ قل 27 — مالک آخر جنا — نزار محل جنت

وظیفہ شب قدر۔ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی — یا غفور یا غفور یا غفور — داود۔ ایوب۔ شعیب — ورد

اول۔ 2 رکعت — انا انزلنا۔ الکثرہ قل 3 عدد

اوسط۔ ۱۰۰ رکعت — بلا رکن دوردو شریف

آخر۔ ۱۰۰۰

(۴) چار رکعت الحاکم التکاثر ایک مرتبہ قل شریف — ثواب موت کی سختی

لیلۃ القدر -

(۱) سیدالمفسرین عبداللہ بن عباس ۔ 27

(۲) سورہ قدر کے 30 لفظ - ھی 27 کی طرف اشارہ (عرف ہے)

(۳) امام اعظم کے نزدیک 27 کو ۔

(۴) حضرت ابوالحسن علیہ رحمت (۱) اتوار یا بدھ - ۲۹ کو (پہلی ہو تو)

پیر کو بھی — 21

جمعہ یا منگل کو — 27

جمعرات - — 25

ہفتہ کو — 23

(دوسری طرف کی دعا بحوالہ ترمذی شریف ہے لیکن زمیں ہیں یا غفور رہا ہے)

چار جھنڈے -

روضہ رسول - بیت اللہ شریف - بیت المقدس - طور -

۔۔۔ قطع تعلق ۔ خنزیر - کتا - جنبی حرام ہے

۔۔۔ نافرمان - | دنیاوی عداوت

اہل سنت وجماعت کا پاک و ہند میں اپنی شان کا واحد ترجمان

پندرہ روزہ

رضوان

لاہور

جلد ۱۰ ✶ شمارہ ۷ و ۸

۲ اپریل ۱۹۵۸ء

ترتیب !

مدیر مسئول: سید محمود احمد رضوی

مدیر معاون: ابوالاسد حقانی

چندہ: سالانہ ۶/- روپے

ششماہی ۳/۸ ״

دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور پاکستان کا

بتیسواں ۳۲ سالانہ اجلاس

مورخہ ۱۲-۱۳-۱۴ شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲-۳-۴ مئی ۱۹۵۸ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار مسجد نواب وزیر خان لاہور میں نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے اس جلسہ میں پاکستان کے مشاہیر علماء کرام و مشائخ عظام شرکت فرما رہے ہیں حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف دامت برکاتہم العالیہ کی تشریف آوری کی بھی قوی امید ہے اسی جلسہ میں ان طلباء کی دستار بندی ہوگی اور سندیں دی جائیں گی۔ جنہوں نے اس سال دارالعلوم میں دورہ حدیث ختم کیا ہے۔

اپیل دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور دین کی مرکزی و معیاری درسگاہ ہے جو عرصہ ۴۲ سال سے لاہور میں سرگرم عمل ہے اس دارالعلوم سے ہزار ہا واعظ مبلغ مدرس خطیب سند فضیلت حاصل کر کے ملک کے گوشہ گوشہ میں شاندار دینی و ملی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ دارالعلوم مذکور میں حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ اصول۔ منطق تمام درس نظامیہ کی تعلیم کیلئے بہترین اساتذہ موجود ہیں اور طلباء کے قیام و طعام کا دارالعلوم ہی کفیل ہے علم دوست اہلسنت وجماعت کا یہ فرض ہے کہ دارالعلوم مذکور کی امداد و اعانت فرمائیں اور صدقہ فطر زکوٰۃ و عطیات ادا کرتے وقت اس دارالعلوم کو فراموش نہ کریں۔ دارالعلوم کی طرف سے کوئی سفیر مقرر نہیں ہے جو صاحب امداد کرنا چاہیں وہ بذریعہ منی آرڈر ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف اندرون دہلی دروازہ لاہور کے نام رقم ارسال کریں۔

داخلہ دارالعلوم مذکور میں ۶ شوال سے داخلہ شروع ہو جائے گا۔ شائقین علم دین اور خصوصاً دورہ حدیث کے طلباء کرام ۶ شوال سے درخواستیں بھیجنا شروع کر دیں۔

۱۵ اپریل کا رضوان شائع نہیں ہوگا

عیدالفطر کی چھٹی اور دیگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر ۱۵ اپریل کا رضوان شائع نہ ہوگا۔ قارئین کرام نوٹ کر لیں۔ اس شمارہ کے بعد رضوان ۲ مئی کو شائع ہوگا —— انشاء اللہ العزیز

سید محمود احمد رضوی پرنٹر پبلشر نے کوہ نور پریس لاہور میں چھپوا دفتر رضوان اندرون دہلی دروازہ لاہور سے شائع کیا۔

سبب ہیں وہ تخلیقِ کون و مکاں کے

جناب ہاشم بدایونی ضیائی

شفیعِ امم تاجدارِ دو عالم نبیِ جنّ و انساں مدینہ کے والی
ملک حور و غلماں سب ان کے سلامی سلاطینِ عالم سب ان کے سوالی

حسیں مہ جبیں عرشِ رحماں کے دُولہا حبیبِ خدا کل خدائی کے والی
رسولوں کے سرتاج معراج والے دو عالم کے مختار سلطانِ عالی

وہ نورِ مجسم ہیں وہ حسنِ مطلق ہے شکلِ حسیں ان کی سب سے نرالی
مہ و مہر نے ان سے تابانیاں لیں ستاروں نے ان کی جبیں سے ضیا لی

ہیں جنت بداماں مدینہ کے گلشن معطر ہیں خوشبو سے پھولوں کے دامن
نسیمِ سحر آ رہی ہے جناں سے شگفتہ ہے گلپاش ہے ڈالی ڈالی

شکستہ چٹائی فقط جن کا بستر غذا جو کی روٹی ، توکل خدا پر
قبائے مبارک میں پیوند اکثر سرِ دوش کملی فقط ایک کالی

وہ نورِ سراپا وہ جگ کا اجالا بغیر اس کے دیکھے ہے آنکھوں میں جالا
نہیں ہے جو کعبہ میں وہ کملی والا ، ہے کعبہ کی پوشاک اس غم سے کالی

زہے شانِ رحمت کہ بہرِ شفاعت سرِ حشر جب آئے سلطانِ امت
جو دیکھا گنہ گار ہیں سب پشیماں تو فردِ عمل زیرِ دامن چھپا لی

دکھا دے خدا جلد اب وہ زمانہ محمد کا دیکھے غلام آستانہ
نظر ہو کبھی سبز گنبد کی جانب کبھی چوم لے بڑھ کے روضہ کی جالی

سبب ہیں وہ تخلیقِ کون و مکاں کے وہ محبوب ہیں خالقِ دو جہاں کے
نبوت کو حق نے کیا ختم ان پہ ہے شان ان کی سارے رسولوں سے عالی

حبیبِ خدا خلد و جنت کے قاسم نگاہِ خطا پوش ہو سوئے ہاشم
خدا را خدا سے مجھے بخشوا لے ہے تو ہر گنہگار بندے کا والی

لمحاتِ فکر

تعمیرِ سیرت کا موسمِ بہار —— رمضان

(ماخوذ)

شعبان کی آخری تاریخ ہے۔ دارالسلطنت اسلامی میں رمضان کی آمد کا شہرہ سنائی دیتا ہے۔ سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اقامتِ حق کی جدوجہد میں اپنے جاں نثار ساتھیوں کے عظیم اجتماع سے خطاب فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے :

۱۔ ” لوگو ! ایک عظیم اور بابرکت مہینہ تم پر سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مہینے کی ایک رات ایسی ہے جو اپنے فضائل و برکات کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ تعالےٰ نے فرض قرار دیئے ہیں اور قیامِ شب اور نماز تراویح کو نفل کیا ہے۔ اس مہینے میں جس کسی نے نفلی عبادت کی اسے دوسرے مہینوں کی فرض عبادت کا سا اجر و ثواب ملے گا۔ اور اگر کسی نے اس ماہ میں فرض عبادت کی تو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا دوسرے عام مہینوں میں ستر فرض کا ہوتا ہے اور یہ صبر و برداشت کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت کی صورت میں ملے گا۔ اور یہ ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں مومن کا رزق فراخ کر دیا جاتا ہے۔ جس کسی نے اس مہینے میں روزہ دار کا روزہ افطار کرایا۔ اسے دوزخ سے نجات حاصل ہو گئی۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔“

صحابہ کرام نے دریافت کیا۔ ہم میں سے ہر شخص روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

ارشاد فرمایا :

” اگر کوئی شخص روزہ دار کا روزہ ایک کھجور۔ دودھ یا پانی کے ایک گھونٹ ہی سے افطار کراتا ہے تو یہی ثواب اسے بھی ملے گا۔“

اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلایا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور اس کا رب میرے حوض سے اسے اس طرح پلائے گا کہ پھر اسے کبھی پیاس نہ لگے گی۔ اور روزہ افطار کرانے والے کو روزے کا ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا کہ خود رکھنے والے کو مگر روزہ دار کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ سراپا رحمت ہے۔ دوسرا عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ آگ سے رہائی ہے۔ اور اس مہینے میں چار عمل کثرت سے کیا کرو۔ جن میں سے دو ایسے ہیں کہ ان سے تم اپنے رب کو راضی کر سکو گے۔ اور دو ایسے ہیں

کہ ان سے تم کبھی مستغنی نہیں ہو سکتے۔ پہلے دو اعمال یہ ہیں :

۱۔ گواہی اس بات کی کہ اللہ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں

۲۔ اللہ سے استغفار۔

رہے موخر الذکر دو عمل تو وہ یہ ہیں :

۱۔ اپنے رب سے کثرت سے جنت طلب کرو۔

۲۔ جہنم سے پناہ مانگو۔

★

قرآن مجید کا نزول اسی مبارک مہینہ میں شروع ہوا۔ اس ماہ مقدس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین پابزنجیر کر دیئے جاتے ہیں۔ اور رحمت الٰہی کے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس نے رمضان کے روزے ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ :

"جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس نے اللہ کی بخشش سے اپنا دامن نہ بھرا۔ وہ بڑا بدنصیب ہے۔"

★

۲۔ اس ماہ مبارک میں جو شخص عام بھلائی (غیر فرض) انجام دے اسے فرض ادا کرنے کا اجر عطا کیا جائے گا۔ اور جو شخص اس بابرکت مہینے میں فرض ادا کرے اسے ستر گنا ثواب دیا جائے گا۔

یہ عام انسانوں کے لئے کتنی بڑی بشارت ہے ہم ایسے کم ہمت اور کوتاہ کار جو عبادات میں ذوق بھی کم رکھتے ہیں۔ ان کے لئے تو یہ اجر و ثواب کا مژدہ "بخشنے نی سبیل اللہ ہم است" کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے۔

ہاں تو نبی رحمت اس مہینہ کے متعلق فرماتے ہیں :

"ھو شھر الصبر والصبر ثوابه الجنة وشھر المواساة وشھر یزاد فیه رزق المومن۔"

ترجمہ : "یہ رمضان صبر کا مہینہ ہے اور صبر کی جزا خدا کے ہاں جنت ہے یہ مہینہ آپس میں غمگساری اور ہمدردی کا مہینہ ہے اور اس میں کائنات کے آقا کی جانب سے مومن کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔"

"صبر" کا مہینہ ؟

رب کائنات کی رضا حاصل کرنے کے لئے ضروریات زندگی سے ایک وقت معین تک اس قدر سختی سے اجتناب کہ خواہ نفس کتنا ہی تقاضا کرے اور جی کسی قدر للچائے۔ لیکن کیا مجال کہ شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی کا ایک قطرہ اور کرب پیدا کرنے والی بھوک کی حالت میں غذا کا ایک ذرہ بھی عمداً اختیار سے زیر حلق چلا جائے۔ یہ صبر و استقلال کی وہ تربیت ہے۔ جس کا ابتدائی نتیجہ تو رمضان میں ہی یہ برآمد ہوتا ہے (اور اگر کہیں ایسا نہیں ہو رہا ہو تو ہونا چاہئے) کہ طیش و غضب پر کما حقہ قابو پایا جائے۔ اور اگر کوئی شخص گالی گلوچ سے روزہ دار کی توہین کر رہا ہو، تو وہ لسان رسالت کے ارشاد کے مطابق یہ کہہ کر گزر جاتا ہے۔

انی امرؤ صائم ۔ میں روزے سے ہوں تمہاری گالی پر صبر کرتا ہوں۔

اور انتہائی ثمر اس صبر کی تربیت کا یہ ہے کہ توحید اور اس کے تقاضوں۔ سنت اور اس کے لوازمات۔ دین اور اس پر ثابت قدمی۔ جہاد اور اس کی راہ میں آلام و مصائب کے موقعہ پر مومن مارپیٹ قید و بند تلوار اور بم کے زخم اور پھانسی کے پھندے ان میں سے ہر چیز کو نہ صرف برداشت کرتا ہے بلکہ اس کی زبان بار بار اپنے رب سے التجا کرتی ہے

انی احب ان اقتل فی سبیل
اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم
احیی ثم اقتل۔

ترجمہ: "میری سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ اس زندگی کا انجام آپ کی راہ میں قتل ہو۔ اس کے بعد پھر زندگی عطا ہو اور اس کا خاتمہ بھی اسی راہ میں رگِ جان کے کٹنے سے ہو۔ تیسری مرتبہ پھر سے زندہ کیا جاؤں تب بھی محبوب یہی ہے کہ میری گردن راہِ حق میں کاٹ دی جائے۔"

یہ صبر راہِ حق میں اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جذبات خواہشات ضروریات اور بالآخر پوری زندگی کو نقد قیمت کی حیثیت سے ادا کرنے پر بھی صبر و استقامت اور سارے جہان کے بالمقابل اپنے اصولوں پر جمے رہنا یہ روزہ کی تربیت سے بدرجہ اتم حاصل ہونے والا بابرکت ثمر ہے۔

یہ ماہ رحمت ہے صادق الامین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وھو شھر اولہ رحمۃ و
اوسطہ مغفرۃ و آخرہ
عتق من النار۔

ترجمہ: "اس کا اول عشرہ رحمت۔ ثانی مغفرت اور ثالث نارِ جہنم سے آزادی کا عشرہ ہے۔"

وہ جو اپنی عام زندگی کو اپنے آقا کی ناراضگیوں سے پاک گزارنے کے عادی ہیں۔ اس مہینہ کی شب اول ہی ان کے لئے رحمت کی پیامبر ہے اور وہ یوں اس دریا میں مغطہ زن ہو جاتے ہیں جیسے مچھلی کو گہرا پانی میسر آگیا ہو۔ اور پھر ان کا پورا مہینہ دریائے محبت و رافت کی شناوری میں گذرتا ہے۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جن کا دامن گاہے خواہشاتِ نفس کی ہوا سے جو اڑتا ہے تو معصیت کی گندگی سے آلودہ ہو جاتا ہے۔ جب ان پر یہ ماہِ مبارک سایہ فگن ہوتا ہے تو یہ لوگ ترکِ معصیت توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ عبادات کی ادائیگی میں مصروف و متوجہ ہو جاتے ہیں تو ماں باپ سے زیادہ شفیق و رحیم خدا کی رحمت انہیں اپنے دامن میں پناہ لے لیتی ہے۔ اور یہ مغفرت سے نوازے جاتے ہیں۔ لیکن کچھ محروم ایسے بھی ہوتے ہیں جو قدم قدم پر پھسلتے ہیں اور ادنیٰ و اعلیٰ ہر قسم کی خواہشات کے غلبہ سے مغلوب ہو کر اپنے رب کے احکام کی تعمیل اور اس کے ممنوعات سے بچنے کے باب میں ناکامیوں سے دوچار ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی آلائشیں پہلوں سے زیادہ ہیں۔ مگر کیا انہیں شہنشاہ اکبر کے دربار سے دھتکار دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ انہیں کے لئے فرمایا گیا کہ دس بیس راتوں کے قیام اور دس بیس دنوں میں اپنے رب کی اطاعت اور توبہ و استغفار نیز ذکر تلاوت اور نوافل کے اہتمام کی وجہ سے غفور رحیم آقا اس ماہ کے دوسرے عشرہ میں اعلان فرما دیتے ہیں کہ

"تمہاری توبہ قبول کر لی گئی ہے اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔"

ان کے بعد ایک تیسرا گروہ باقی رہ جاتا ہے جو معصیتوں اور گناہوں کے گندے دریا میں غوطہ زن ہوتا رہا۔ اور جس کی زندگی بالعموم اللہ کی نافرمانی سے ملوث ہوتی رہی۔ اس کے

اعمالِ بد تو اس لائق نہیں ہیں کہ انہیں نظر انداز کر دیا جائے لیکن اس موسم بہار میں رحمت کا شجرہ طیبہ اس قدر پھیل رہا ہے کہ اس کا سایہ دور دراز تک ٹھنڈک کا ذریعہ بن رہا ہے اب جب کہ بیس راتیں پورے قیام میں گزار دیں اور تنہائی میں اپنے آقا کے حضور ندامت و شرمساری کے ساتھ مغفرت طلبی میں مصروف رہے اور دن بھر احکام کی پابندی سے انہوں نے یہ ثبوت بھی پیش کر دیا۔ کہ عدم اطاعت ان کی سرشت نہیں ہے بلکہ انہیں ان میں اپنے بندہ ہونے کا احساس و شعور موجود ہے تو ان کی مغفرت کا لمحہ بھی آ ہی گیا۔ اور اعلان فرما دیا گیا کہ :

"تم جو اس وقت تک اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے مستحقِ عذاب ہو چکے تھے اور یہ فیصلہ ہوا ہی چاہتا تھا کہ تمہیں آگ کی ہولناک سزا دی جائے اب تمہاری توبہ قبول کر کے تمہیں آگ سے آزاد کیا جاتا ہے۔"

یہ تو تھا اس موسم خاص میں رحمتِ حق کی فراوانی کا ایک منظر۔ لیکن اس کا دوسرا پہلو کہ رب ذو الجلال اس مہینہ میں اپنے بندوں کی کون سی کیفیت پسند فرماتے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ تعالےٰ دیکھتے ہیں کہ تم کس طرح اس مہینے میں نیکیوں۔ بھلائیوں۔ خدا کی رحمت طلب کرنے اور عبادات میں ایکدوسرے سے سبقت لے جانے میں متوجہ اور مصروف رہتے ہو۔"

ہاں یہی وہ مہینہ ہے جسے فاطرِ کائنات نے بدیوں اور برائیوں کے موسم خزاں اور نیکیوں و حسنات کی بہار کی رت قرار دیا ہے اس ماہِ مقدس کی ہر شب افق میں منادی پکارتا ہے :

"یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر۔"

ترجمہ: "بھلائی اور نیکی کے طالب آگے بڑھ اور شر و فساد کے متمنی رک جا اور باز رہ۔"

آسمان کی یہ ندائے حق اور زمین پر اہلِ ایمان کے ماحول میں صدق و صفائی اختیار کرنے اور اپنے نفس کو برائیوں سے پاک کرنے کے لئے آسانیوں کی فراہمی کا یہ زمانہ — اگر کوئی بدبخت اس سے استفادہ نہ کرے تو

فان الشقی من حرم فیہ رحمۃ اللہ عزّ وجل۔

ترجمہ: "وہ شخص شقاوت کا مجسمہ ہے جو اس موسم بہار میں بھی رحمتِ حق سے محروم رہا۔"

چند مشورے

یہ ہے وہ رمضان جس کی آمد کا انتظار سال بھر کرتے اور دو مہینہ قبل اضطراب کے ساتھ اپنے رب سے اس کے حصول کی دعائیں کرتے ہیں رمضان سے استفادہ کی ایک آسان اور متعین صورت عرض حال کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

اس ماہ میں اہتمام کے ساتھ چند مثبت اور منفی امور کو پیش نظر رکھا جائے تو بہت بڑی حد تک اس کی رحمتوں اور برکتوں سے نفع حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مثبت امور

اس ماہِ مبارک میں خصوصی انہماک کے ساتھ :

۱۔ قیام اللیل اس انداز سے کیا جائے کہ نماز کے ارکان میں اعتدال اور خشوع و خضوع نیز تلاوتِ قرآن زیادہ سے زیادہ ہو۔

۲۔ صدقہ و خیرات میں جس قدر ممکن ہو وسعت اختیار کی جائے اور اپنے کمزور بھائیوں کی مدد میں بڑھ چڑھ

کر حصہ لیا جائے۔

۳۔ تلاوتِ قرآن مجید اور تدبر فی القرآن میں زیادہ سے زیادہ مشغول رہا جائے۔

۴۔ روزہ داروں کی افطاری اپنی استطاعت کی حد تک جس قدر زیادہ ممکن ہو کرائی جائے۔

۵۔ اپنے زیر اثر مزدوروں اور ملازموں کے کام میں زیادہ سے زیادہ آسانی فراہم کی جائے۔

۶۔ دین کی دعوت کو عام کرنے میں گرمجوشی میں اس قدر اضافہ ہو کہ یہ مہینہ دعوت کا خاص موسم بن جائے۔

۷۔ نوافل جس قدر ممکن ہوں زیادہ پڑھے جائیں۔

۸۔ مسنون دعائیں اہتمام سے تمام مواقع پر پڑھیں۔

منفی امور / اس کے بالمقابل جن باتوں سے آخری حد تک اجتناب برتا جائے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جس طرح کھانے پینے کو حرام نفلی سمجھ کر دن بھر اس سے اجتناب کیا جاتا ہے اسی طرح جھوٹ بدزبانی۔ غیبت۔ چغلی اور دوسروں کی تحقیر سے بچنا چاہیئے۔

۲۔ ہر لحہ دوسرے انسانوں کی حق تلفی۔ ان کی تحقیر، ان کے خلاف پروپیگنڈے اور انہیں ایذا دینے کے تمام اعمال و افعال سے کلی اجتناب کیا جائے۔

۳۔ مسلمانوں میں انتشار پھیلانے۔ ان کی جمعیت کو پراگندہ کرنے اور ایک کو دوسرے سے بدظن کرنے کے مذموم کردار کو اپنی زندگی سے پوری طرح خارج کر دیا جائے۔

۴۔ اپنے اوقات و مشاغل پر نہایت کڑی نگرانی رکھی جائے۔ اور پوری تیز نظری سے بار بار دیکھا جائے کہ دن رات کے اوقات کن امور میں صرف ہوتے ہیں۔ اور اس امر کی پوری پوری کوشش کی جائے کہ **لہو و لعب** بے کار گفت گو۔ بے مقصد قیل و قال۔ ناپسندیدہ بحث مباحثہ وغیرہ) سے مشغولیت زندگی سے کلیتہً خارج ہو جائے۔ اور پوری زندگی آخرت کے نقطہ نظر سے با مقصد ہو جائے۔

ایک تدبیر

اس مبارک مہینہ میں تربیت و تزکیہ کے باب میں زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کے لئے حسب ذیل تجویز شاید بدرجہ غایت مفید ہو — ہر روزہ دار ایک ایسا چارٹ تیار کرے جس میں تیس تاریخوں کے تیس خانے ہوں اور ہر خانہ میں حسب ذیل عنوانات ہوں:

تاریخ	نماز باجماعت					کیفیت	تلاوت و تدبر قرآن		ترک معصیت								ایک خاص نیکی	ایک برائی کی کمی
	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء	کیا تکبیر تحریمہ کے وقت شمولیت ہوئی یا نہیں	تلاوت	تدبر	کذب	غیبت	بدزبانی	چغلی	بیہودہ گوئی	ایذادہی	حق تلفی	تحقیر مسلم	نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ	کذب

ارشادات

۱۔ "نماز کے ساتھ کیفیت" کے خانے سے مطلب یہ ہے کہ باجماعت نماز جو ادا ہوئی کیا تکبیر تحریمہ (امام کے نیت باندھنے کی تکبیر) میں شمولیت ہوسکی یا نہیں۔

۲۔ تلاوت اور تدبر فی القرآن دو الگ الگ چیزیں ہیں اور دونوں ہی انتہائی ضروری تلاوت کے وقت بھی تا بحدِ امکان معانی و مطالب سامنے رہنے چاہئیں۔ اور یہ بکثرت ہونی چاہیئے۔ تدبر کے لئے کوئی وقت الگ نکالنا چاہیئے جس میں تلاوت مقصود نہ ہو بلکہ قرآن کی گہرائیوں میں اترنے کی کوشش پیشِ نظر ہو۔ اُردو داں حضرات کے لئے تفسیر خزائن العرفان و ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی۔ بہارِ شریعت و دیگر اسی نوع کی تصانیف اہلسنت و جماعت بہت حد تک مدد ہو سکتی ہیں۔

۳۔ "ایک خاص نیکی" سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کے لئے دینی تربیت کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا بے حد مفید ہو سکتا ہے کہ وہ اس امر کا جائزہ لے کہ وہ کس حکم کی تعمیل میں کوتاہی اور کمزوری کا مرتکب ہو رہا ہے مثلاً نماز باجماعت — اگر اس میں کوتاہی ہو رہی ہو تو رمضان میں اس امر کا پورا پورا اہتمام ہونا چاہیئے کہ کسی نماز کی جماعت فوت نہ ہونے پائے۔ اور جماعت سے مراد یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ ہی میں شمولیت ہو۔

۴۔ "ایک خاص برائی" سے مدعا یہ ہے کہ رمضان کے شروع سے اس امر کا ناقابلِ شکست عزم کیا جائے کہ کسی ایک برائی کو کلیتہً ترک کرنا ہے مثلاً کذب — اور پھر ہر روز احتساب کیا جائے کہ کس حد تک اس عزم کی تکمیل ہوئی ہے۔ یہ نقشہ روزانہ بھرا جائے۔ اور رات کو نماز تراویح سے فراغت کے بعد اسے دیکھا جائے۔ اور جو امور تکمیل پا چکے ہوں ان کو حتمی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی توفیق سمجھا جائے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی جائے اور ایک سجدہ شکر لازماً خشوع و خضوع سے کیا جائے اور جو کوتاہیاں اس نقشہ کی رُو سے سامنے آئیں ان پر صدقِ دل سے توبہ و استغفار کی جائے۔ اور باقاعدہ قبلہ رُو ہو کر عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائے مغفرت طلب کی جائے اور توفیق کی درخواست کی جائے۔ کہ ان کمزوریوں کا ازالہ ہو سکے۔

رمضان المبارک تربیت و تزکیہ کا موسم بہار ہے گرتوں کو سنبھالنے اور انہیں سہارا دینے کے لئے شفقت کا ہاتھ صبح و شام دستگیری کے لئے نمودار ہوتا ہے۔

خود رب السماوات والارض قریب ترین آسمان (دنیا) پر جلوہ گر ہو کر منادی فرماتے ہیں۔

"کیا کوئی ہے جسے ہماری رحمت مطلوب ہو ہم اسے اپنے دامن میں پناہ دیں"۔

اگر ہم اس ندائے شفقت کے باوجود محروم رہتے ہیں تو ہم سے زیادہ بدبخت کوئی نہ ہوگا۔

اس موسم کی ایک ایک شب اور ایک ایک دن ہی نہیں بلکہ ایک ایک لمحہ اور ایک ایک ثانیہ ذکر و عبادت کے لئے وقف رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ عزّ و جل ہمیں اور سب کو توفیقِ طاعت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

احکام و مسائلِ رمضان

روزہ کی حقیقت

دل۔ آنکھ۔ کان۔ ہاتھ پاؤں۔ زبان سب کا روزہ ہے نہ کہ منہ بندھا ہوا اور اعضا گناہوں میں مشغول۔ امساکِ نفس از عصیان یعنی نفس کو گناہوں سے روکنا۔ یہ روزہ تو ہر روز ہر آن کا ہے۔ رمضان میں اس کے ساتھ دن بھر کھانے پینے۔ جماع سے روکنا (نفس کو) حقیقی روزہ ہے خدا کی رحمت کے قربان کہ فرض محض اتنے سے ادا ہو جاتا ہے کہ نفس کو ان حلال امور سے روکے۔ مگر جیسے نماز بے خضوع و خشوع بے روح ہے یونہی ایسا روزہ کہ منہ بندھا اور اعضا گناہوں میں مشغول۔

روزہ کی نیت

نیت کا وقت بعد غروب سے ضحوٰی کبریٰ تک ہے ہر روزہ کے لئے ہر روز نیت لازم۔ نیت زبان سے بہتر ہے۔

الفاظِ نیت

شب سے کرے تو کہے: نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰے مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ ھٰذَا۔ "میں نے نیت کی کہ اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا اللہ تعالےٰ کے لئے"۔

اور نیت دن میں کرے تو یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ ھٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰہِ تَعَالٰے۔ "میں نے آج اس رمضان کا فرض روزہ اللہ تعالےٰ عزّ و جل کے لئے رکھا"۔

یعنی صبح صادق سے نہ صرف اس وقت نیت سے نیت کر کے سو گیا۔ پھر شب میں اٹھ کر کھایا پیا تو پہلی کافی ہے۔ جدید نیت کی حاجت نہیں۔ سحری نیت ہے جبکہ کھاتے وقت یہ ارادہ نہ ہو کہ روزہ نہ رکھوں گا۔

روزہ کا فدیہ

ہر روزہ کے بدلے ہر روز دونوں وقت مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلانا یا صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دینا۔

روزے کا کفارہ

باندی غلام آزاد کرنا۔ (یہ یہاں کہاں) یہ نہیں تو پے در پے ساٹھ روزے رکھنا۔ اس کی طاقت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا۔

سحری

کا وقت صبح صادق تک ہے۔ سحری کھانا سنت و موجب برکت ہے۔ تاخیر سحری سنت ہے مگر اتنی نہ ہو کہ شک ہو جائے۔ سحری کھا کر اوپر لکھے الفاظ — نویت ان اصوم غداً ...... الخ کہنا مستحب ہے۔ سحری ضرور کی جائے۔ اگرچہ ایک چلو پانی ہی میسر ہو۔

افطار

میں جلدی سنت و موجب برکت ہے غروب کا غالب گمان ہونے پر افطار کر لیا جائے۔ ابر میں جلدی نہ کی جائے۔ نماز سے پہلے افطار کریں کھجور، چھوہارے۔ یہ نہ ہوں تو پانی سے۔ ان تینوں سے سنت ہے۔ کھانے میں مشغول ہو کر نماز میں تاخیر نہ کریں۔ مرد جماعت کھانے کی وجہ سے نہ چھوڑیں آجکل بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ وقتِ افطار یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ
وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ
اَفْطَرْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ

دعا آخرت۔

تراویح

بیس رکعت ہر شب سنت مؤکدہ ہیں۔ ہر غیر معذور مرد و عورت کے لئے۔

مردوں کے لئے جماعت بھی سنت کفایہ ہے اور مسجد بھی۔ مسجد میں جو فضیلت ہے گھر میں بجماعت کی وہ فضیلت نہیں۔

نیت تراویح

نیت سنت تراویح کریں یا قیام اللیل یا سنت وقت کی۔ مطلق صلاۃ کی نیت نہ کریں۔ تراویح کا وقت فرض عشا کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ قبل وتر پڑھیں یا بعد وتر۔ مگر خلاف سے بچنے کے لئے پہلے ہی پڑھیں۔ ہر چار رکعت کے بعد چار رکعت کی قدر استراحت مستحب ہے۔ اس عرصہ میں تین بار یہ پڑھیں:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ
سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ
وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ
وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ
الْحَیِّ الَّذِیْ لَا يَمُوتُ
سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ
الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
اَللّٰهُمَّ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ
وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ

چاہے صرف کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھیں — اور یا سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہیں۔ قیام پر قدرت رکھنے والا بیٹھ کر نہ پڑھے۔ آجکل بہت عوام اس میں مبتلا ہیں۔ کمزور شخص جس قدر کھڑے ہو کر ادا کر سکے کھڑے ہو کر پڑھے۔ جس نے فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں وہ تراویح جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔ وتر تنہا۔ تراویح کی قضا نہیں۔ کہ دوسری شب میں آج کی بھی پڑھ لے۔

ختم قرآن عظیم

تراویح میں ایک بار سنت مؤکدہ ہے۔ دو بار اور فضیلت [illegible] بار افضل۔ تلاوت قرآن پر اجرت لینا دینا حرام ہے۔ حافظ کو اجرت نہ مل سکے تو اس سے وقت مقرر کر کے وقت کی اجرت ٹھہرا لیں یا صاف کہہ دیں۔ کہ ختم قرآن کی کوئی اجرت نہ ہوگی پھر اسے بطور انعام جو چاہیں دیں۔ داڑھی منڈانے والے یا حدِ شرع سے کم کرنے والے فاسق ہیں ان کو امام نہ بنایا جائے۔ مسافر کو روزہ افضل ہے مگر جب کہ اسے اس سے بہت گرانی اور نقصان لاحق ہو یوں ہی مریض۔ مگر جب کہ روزہ کا مرض اس سے بڑھے یا دیر پا ہو۔ نابالغ کے [illegible] درست نہیں۔

اعتکاف

شب بستم یعنی بیسویں شب سے چاند رات تک پچھلے عشرہ کا اعتکاف مسجد جماعت میں سنت کفایہ ہے کہ شہر میں کوئی نہ کرے تو سب ملزم ٹھہریں گے۔

واجبات روزہ

کلی کرنے میں حلق سے قطرہ اتر جائے یا کسی اور سبب سے رمضان کا روزہ نہ رہے تو دن بھر روزہ دار کی طرح رہنا واجب ہے۔ حیض و نفاس والی دن میں کھا سکتی ہے مگر روزہ کی حالت میں حیض آئے تو اس دن وہ بھی نہ کھائے پیئے۔ روزہ میں جنبی نہائے تو کلی باحتیاط اس طرح کرے کہ منہ کا ہر پرزہ دھل جائے حلق کی جڑ تک مگر

پانی کا قطرہ حلق سے نہ اترنے پائے۔ یونہی ناک میں نرم بانسہ تک پانی باحتیاط چڑھائے کہ دماغ کو نہ چڑھ جائے روزہ دار کو بھر منہ پانی لے کر کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔

مکروہات و مفسدات

جھوٹ۔ چغلی غیبت۔ کوسنا گالی گلوچ۔ ناحق کسی کو ایذا دینا۔ بیہودہ و فضول بکنا چیخنا چلانا لڑنا یا شطرنج۔ پچیسی۔ چوسر۔ تاش۔ جوا کھیلنا۔ کن کیا (پتنگ) اڑانا اور کوئی ناجائز کھیل کھیلنا۔ سنیما یا کوئی تماشا دیکھنا۔ روزہ میں اور زیادہ ناجائز اور روزہ کے مکروہ کرنے والے ہیں۔ بے عذر کسی چیز کا چکھنا۔ چبانا روزہ میں مکروہ ہے۔ چکھنا یہ کہ زبان پر رکھ کر مزہ معلوم کر کے تھوک دے نہ یہ کہ نگل لے اس سے تو روزہ فاسد ہو ہی جائے گا۔ افطار کے وقت جب حقہ عوام کھینچ کر پیتے ہیں جس سے حواس میں فتور آجاتا ہے اشد حرام ہے۔

عذر شوہر یا آقا کی بدمزاجی۔ چھوٹا بچہ جسے چبا کر کھلانا ضرور ہوا۔ اور جب غیر روزہ دار اور نرم غذا موجود نہ ہو۔ خوشبو سونگھنا۔ سر یا بدن پر تیل ملنا۔ آنکھوں میں سرمہ لگانا۔ یا کوئی دوا ڈالنا مکروہ نہیں۔ مسواک کرنا روزہ میں بھی سنت ہے۔ مباشرت فاحشہ مکروہ ہے۔

روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کہ خوب نیچے کو زور دے کے استنجا کرے مکروہ ہے۔ ناک میں دوا سڑکنا۔ کان میں تیل ڈالنا۔ روزہ کو فاسد کر دے گا۔ حقہ۔ سگرٹ وغیرہ پینے سے۔ پان چبانے سے اگرچہ پیک تھوکتا رہے حلق تک نہ جانے دے روزہ جاتا رہے گا۔

بھول کر کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے روزہ نہیں جائے گا۔

بحالت روزہ انجکشن کرانے سے اور بھی احتراز لازم ہے۔ منہ بھر قے ہو جانے سے روزہ نہیں جاتا۔

غسل لینے سے بلکہ پانی حشفہ کی جگہ تک چڑھ جانے سے روزہ جاتا رہے گا۔

دانتوں میں جو رہ گیا اگر وہ چنے بھر سے کم ہو تو نگل لینے سے روزہ نہ جائے گا۔ لیکن اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو روزہ جاتا رہے گا۔

سحری کھاتا تھا صبح ہو گئی لقمہ نگل گیا یا روزہ یاد نہ تھا یاد آنے پر منہ کا لقمہ نگل گیا تو روزہ جاتا رہا اور کفارہ لازم ہوا۔ قے بھر منہ ہوئی تو روزہ نہ گیا۔ قے خود کی اور روزہ یاد ہے تو روزہ جاتا رہا۔ قے بھر منہ سے کم ہوئی تو روزہ نہ گیا۔ قے بے اختیار آئی بھر منہ۔ پھر لوٹ کر حلق تک گئی یا لوٹائی تو اگر چنے بھر حلق میں اتر گئی ہو تو روزہ فاسد ہو گیا اور کم ہو تو بہر حال روزہ نہ جائے گا۔

فصد کھلوانا۔ پچھنے لگوانا اگر ضعف کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے۔ مگر کوئی ایسا کام جائز نہیں جس سے اتنا ضعف ہو جائے جس کے سبب روزہ توڑنا پڑے (بہ گمان غالب) معمار۔ مزدور۔ نانبائی وغیرہ اتنا ہی کام کریں کہ روزے ادا کر سکیں۔

روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر

سفر شرعی۔ مرض۔ بڑھاپا۔ دودھ پلانا۔ حمل و خوف ہلاک واکراہ۔ ونقصان عقل وجہاد۔ ایسا بوڑھا کہ روز بروز کمزور ہو گا نہ اب رکھنے پر قادر نہ بلی سر آئندہ قادر ہو سکے گا۔ ہر روزہ کے بدلے فدیہ دے اگر گرمیوں میں نہ رکھ سکتا ہو تو اب افطار کرے جاڑوں میں رکھے۔ فدیہ دیتا رہا پھر قادر ہو گیا تو قضا لازم۔ فدیہ صدقہ نفل ہو گیا۔

ایمان ہے قالِ مصطفائی
صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن ہے حالِ مصطفائی
صلی اللہ علیہ وسلم

رمضان المبارک

ایک عظیم اور بابرکت مہینہ

فضیلتِ رمضان

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ

وفتحت ابواب الرحمۃ

ترجمہ: "رحمت کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں۔"

محدثین کرام فرماتے ہیں۔ آسمان کے دروازے کھولنا۔ نیکیوں کی توفیق عطا فرمانے سے کنایہ ہے۔ کیونکہ وہ دخولِ جنت کا سبب ہے اور جہنم کے دروازے بند کرنا روزہ داروں کو گناہوں سے امن دینے سے کنایہ ہے
امام نجومانے (فتح وعلق میں) دونوں وجہیں جائز رکھی ہیں مجازی بھی اور حقیقی بھی۔

روزہ دار جنت میں ریان دروازے سے داخل ہوگا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک دروازہ کا نام ریان ہے:

لا یدخلھا الا الصائمون۔ (بخاری)

ترجمہ: "اس دروازہ سے روزہ دار کے سوا اور کوئی داخل نہ ہوگا۔"

شراحِ احادیث فرماتے ہیں کہ اس دروازہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ریان جنت کا وہ دروازہ ہے جس کی طرف کثرت سے نہریں جاری ہیں اس کے قریب پھل پھول شگوفے اور چمن ہیں۔ جو نگاہوں کو تازگی اور دلوں کو سرور بخشتے ہیں۔

یا ریان دروازہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جو اس دروازہ تک پہنچے گا روزِ قیامت حشر کی تشنگی اس سے دور ہو جائے گی۔ اور طراوت و لطافت دائمی حاصل ہوگی۔

علامہ زرکشی فرماتے ہیں۔ ریان فعلان کے وزن پر ہے اس کے معنیٰ (کثیر الری) بہت زیادہ سیرابی کے ہیں۔ چونکہ روزہ دار کی بھوک و پیاس پر کثرت سیرابی کی جزا دی جائے گی اس لئے اس دروازہ کا نام ریان رکھا گیا ہے۔

رمضان میں شیاطین کی گرفتاری

نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے مفتوح اور جہنم کے

دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

وسلسلت الشیاطین۔ (بخاری)

ترجمہ: "اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں"۔

اس حدیث پر ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ انسان شیطان کے بہکانے سے گناہ کرتا ہے اور جب ماہ رمضان میں شیاطین اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں تو پھر چاہیئے کہ رمضان میں کسی آدمی سے گناہ سرزد نہ ہو۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ گناہ کے صدور میں شیطان کی طرح انسان کے نفس امارہ کو بھی دخل ہے۔ شیطان کے قید ہو جانے کے بعد صرف نفس امارہ کی مداخلت کی بنا پر گناہ صادر ہوتے ہیں۔

اور یہ شیاطین ہی کے قید ہو جانے کی وجہ ہے کہ رمضان میں اللہ کے ایماندار بندے طاعت وعبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں بلکہ عام طبیعتیں بھی نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ اور بدیوں اور گناہوں کو چھوڑ دیتی ہیں۔ چنانچہ اگر نفس امارہ کو بھی مقید کر لیا جاتا تو پھر بالکل گناہ نہ ہوتے۔ اگرچہ شیاطین آزاد رہتے۔ چنانچہ وہ لوگ جو اپنے نفس اور اس کی خواہشات پر قابو پا لیتے ہیں وہ رمضان میں کیا اور غیر رمضان میں کیا ان سے بالکل گناہ صادر نہیں ہوتے۔

لہذا حدیث کا مطلب واضح ہے کہ رمضان میں شیاطین مقید کر دیئے جاتے ہیں اسی وجہ سے اس ماہ مقدس میں گناہوں میں کمی ہو جاتی ہے۔

رمضان میں نیکیوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے

ترمذی شریف کی حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ایک بھی دروازہ بند نہیں رہتا اور ایک منادی فرشتہ یہ پکارتا ہے۔

یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر۔

ترجمہ: "اے طالب خیر متوجہ ہو۔ اور اے طالب شر سے باز رہ"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان تقوٰے کا مہینہ اور پرہیزگاری کے دن ہیں۔ طلب گاران رحمت ومغفرت کو صدائے عام ہے۔ اور منادی غیب ندا کرتا ہے کہ امیدواران ثواب آئیں اور گنہگار گنہ سے باز رہیں۔ جیسے موسم ربیع میں سبزہ زاروں کو موافق آب و ہوا ملتی ہے اور باد سموم کے زہریلے اثرات اور تباہ کاریوں سے ان کو محفوظ رکھتی ہے اسی طرح رمضان مبارک میں خداشناسوں اور دینداروں کے لئے رحمت وکرم الٰہی کی بارش ہوتی ہے۔ اور ان کو برباد کرنے والے دشمن شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔

جس طرح موسم ربیعہ میں سبزہ کو بہت زیادہ سرسبزی وشادابی اور روز افزوں نشوونما دی جاتی ہے اسی طرح رمضان مبارک میں طاعات وحسنات اور اجر وثواب میں بے اندازہ زیادتی ہو جاتی ہے۔

روزہ دار کے لئے دو فرحتیں

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی تو افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے وفرحۃ عند لقاء الرحمٰن دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔ (انشاء اللہ العزیز)

یعنی ایک فرحت تو بوقت افطار حاصل ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایماندار بندہ ادائے فرض سے عہدہ برآ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ نفس کی خواہشیں مخل عبادت نہ ہو سکیں اور میرا آج کا فرض پورا ہو گیا۔

اور دوسری فرحت اور خوشی اپنے پروردگار عالم سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔ جب کہ ہر صحیح العقیدہ مسلمان رب العالمین کو بے حجاب و بے نقاب دیکھ لے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمان قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کرتے ہیں۔

روزہ دار کے منہ کی بُو خدا تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے

سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ روزہ دار کے منہ کی بُو خداوند دوعالم کو

اطیب عند اللہ من ریح المسک

ترجمہ: "مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔" (بخاری)

اس حدیث میں روزہ دار کی بے حد و بے شمار عزت افزائی فرمائی گئی ہے۔ سبحان اللہ وہ پاک بے نیاز جو مستغنی عن الکل ہے اپنے بندہ پر یہ کرم نوازی فرما رہا ہے کہ اس کے منہ کی بدبو کو بھی مشک سے زیادہ پسند فرماتا ہے۔

ماہ رمضان کے لئے جنت آراستہ کی جاتی ہے

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شروع سال سے جنت آئندہ سال تک رمضان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو بہشت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے تو وہ

فیقلن یارب اجعل لنا من
عبادک ازواجاً تقربھم
اعیننا وتقر اعینھم منا۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "حوریں عرض کرتی ہیں اے رب! تو ہمارے لئے اپنے بندوں سے انہیں شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں۔"

اس حدیث شریف میں یہ بشارت دی گئی ہے۔ کہ ایک سال تک جنت کی آراستگی اور اس کی آئینہ بندی روزہ داروں کے لئے کی جاتی ہے اور حوریں یہ تمنا کرتی ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ روزہ داروں کی خدمت کے لئے مقرر فرمائے۔

روزہ شفاعت کرے گا

نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ روزہ اور قرآن دونوں شفاعت کریں گے۔ روزہ دربار الٰہی میں عرض کرے گا الٰہی میں نے اس کو کھانے اور رغبت کی چیزوں سے باز رکھا ہے میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔

قرآن کہے گا میں نے اس کو شب میں آرام کرنے سے روکا ہے میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر۔

حضور اکرم فرماتے ہیں۔

فیشفعان یعنی اللہ تعالیٰ دونوں کی شفاعتیں قبول فرمائے گا۔

رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ملتا ہے

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کی کہ شعبان کے آخروں میں نبی علیہ السلام نے وعظ کے دوران میں فرمایا :

اے لوگو ! تمہارے پاس عظمت و برکت والا مہینہ آیا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالے نے اس ماہ کے روزے فرض کیے اور اس کی شب میں نماز پڑھنا (تراویح) مسنون کیا۔

من تقرب فیہ من الخیر کان لمن ادّیٰ فریضۃ فیما سواہ ومن ادّی فریضۃ فیہ کان کمن ادّی سبعین فریضۃ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "اور جس نے اس ماہ میں نیکی کا کوئی کام کیا تو وہ اس طرح کہ اس نے کسی اور مہینہ میں فرض ادا کیا اور جس نے اس ماہ میں کوئی فرض ادا کیا تو وہ ایسا ہے کہ اس نے اور مہینوں میں ستّر فرض ادا کیے۔"

اس حدیث شریف میں رمضان مبارک کے فیوض و برکات کا بیان ہے کہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستّر فرضوں کے برابر ملتا ہے اور اس طرف اشارہ بھی ہے۔ کہ جو شخص اس ماہ مبارک میں بھی نیکیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ وہ بہت ہی بدنصیب ہے۔

روزہ افطار کرانے کا ثواب

حضرت زید ابن خالد سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :

من فطر صائما او جھز غازیا فلہ مثل اجرہ۔

ترجمہ: "جس نے روزہ دار کو افطار کرایا یا غازی کو کو سامانِ جہاد دے کر تیار کیا تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔"

اس حدیث شریف میں یہ بتایا گیا کہ جو شخص غازی اور مجاہد کو سامانِ جہاد دیتا ہے اور وہ اس کے دیئے ہوئے سامان کے ساتھ میدانِ کارزار میں جاکر لڑتا ہے۔ تو جتنا ثواب غازی کو ملے گا اتنا ہی ثواب غازی کو سامانِ جنگ دینے والے کو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اور جو کسی کو افطار کرائے گا تو روزہ افطار کرانے والوں کو بھی اسی قدر ثواب ملے گا۔ اور دونوں کے ثواب میں ہرگز کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔

مشکوٰۃ شریف کی دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت بیان فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم نے عرض کیا :

"یا رسول اللہ ! ہم میں ایسے اشخاص بھی ہیں جو کسی کا روزہ کھلوانے کی طاقت ہی نہیں رکھتے (یعنی بے حد غریب ہیں)۔"

اس کے لیے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا :

"یعطی اللہ ھذا الثواب من فطر صائما علی مذقۃ لبن او تمرۃ او شربۃ من ماء ومن اشبع صائما سقاہ اللہ من حوضی شربۃ لا یظماء حتی یدخل الجنۃ۔" (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ ایسا ثواب اس کو بھی عطا فرمائے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے۔ اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے شربت پلائے گا جو کبھی پیاسا نہ ہوگا۔"

اس حدیث شریف میں یہ بھی ظاہر کر دیا گیا کہ روزہ کھلوانے کا جو عظیم الشان ثواب ہے وہ امراء ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ اگر غریب بھی یہ ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ ایک گھونٹ پانی سے ہی کسی کا روزہ افطار کرادے تو اس کو بھی اسی قدر ثواب ملے گا جتنا کہ اس روزہ دار کو۔

آزادیِ جہنم کا پروانہ روزہ دار کو

حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

اولہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ وآخرہ عتق من النار۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس کا اول رحمت۔ اوسط مغفرت اور آخر دوزخ سے آزادی ہے۔"

یعنی رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اللہ عزّ وجل روزہ داروں پر ایک خاص رحمت نازل فرماتا ہے۔ پھر دوسرے عشرہ میں گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے اور تیسرے عشرے میں جہنم سے آزادی کا پروانہ مل جاتا ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک میں روزہ رکھ کر جہنم سے آزادی کا پروانہ حاصل کرتے ہیں۔

لیلۃ القدر کے احکام و مسائل

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے سورہ قدر میں اس کی جانب دو طرح اشارہ فرمایا اول یہ کہ سورہ قدر تیس کلموں پر مشتمل ہے ان میں ستائیسواں کلمہ لفظ ھِیَ ہے جو لیلۃ القدر کی تعبیر ہے۔ دوسرے یہ کہ سورۂ قدر میں نو حرف مکتوبی ہیں اور لفظ لیلۃ القدر کو سورہ قدر میں تین مرتبہ بیان فرمایا۔ نو کو تین میں ضرب دینے سے ستائیس حاصل ہوئے اس کو شب قدر اس واسطے کہتے ہیں کہ اس شب میں جو نیک اعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کی اللہ تعالٰے کے نزدیک قدر و منزلت ہوتی ہے. چنانچہ اس شب میں ایک نیک عمل کا ثواب ان تیس ہزار اعمال کے ثواب سے زیادہ ہے جو دوسرے اوقات میں کئے جائیں۔

شب قدر کی مخصوص نماز

امام ابو اللیث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شب قدر کی نماز تین قسم پر ہے.

اقل — اوسط — اکثر

۱- اقل دو رکعتیں

۲- اوسط سو رکعتیں

۳- اکثر ایک ہزار رکعت

جو قسم چاہے اختیار کرے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ انا انزلناہ ایک مرتبہ اور سورۂ قل ھو اللہ تین مرتبہ پڑھے۔ اور ہر رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد بارگاہ رسالت میں ہدیہ درود پیش کرے۔

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ جو شخص اس شب میں چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ الحمد شریف کے بعد سورہ "الھاکم التکاثر" ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ۔ تو اللہ تعالٰے موت کی سختی آسان فرمادے گا۔ اور اس سے عذاب قبر دور کر دیا جائے گا۔ اور جنت میں نور کے چار ستون ملیں گے۔ ہر ستون پہ ایک ہزار محل ہوں گے۔ عجیب برکت والی شب ہے۔ کہ اس میں دریاؤں کا آب شور شیریں ہو جاتا ہے۔ ہر تاریک مکان میں روشنی ہو جاتی ہے۔ فرشتے سلام کرتے ہیں۔ جو خوش قسمت انسانوں کے سینے میں آتا ہے۔ درخت بلکہ ہر چیز سجدے میں سرنگوں ہوتی ہے۔

افسوس کہ انسان باوجود اشرف المخلوقات ہونے کے ایسے برکت والے وقت میں غافل رہے۔ اور کوئی فائدہ نہ اٹھائے۔

ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہیئے کہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ ... مذکورہ بالا نماز ادا کرے خواہ درود شریف یا تسبیح یعنی سبحان اللہ و بحمدہٖ یا تہلیل یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ یا تکبیر یعنی اللہ اکبر یا استغفار یعنی استغفر اللہ العظیم جب تک ممکن ہو پڑھتا رہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ شب قدر میں فرشتوں کی جماعتیں یکے بعد دیگرے نازل ہوتی ہیں۔ اور جبرائیل

علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لاتے ہیں۔ ان کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں ایک کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ پاک پر نصب فرماتے ہیں۔ دوسرے کو بیت اللہ شریف پر تیسرے کو بیت المقدس پر چوتھے کو کوہ طور پر نصب فرماتے ہیں۔ اور ہر مومن مرد اور عورت کے مکان میں داخل ہو کر اس کو سلام فرماتے ہیں۔ مگر ہمیشہ شراب پینے والے اور خنزیر کا گوشت کھانے والے اور رشتہ قطع کرنے والے اس سلام سے مشرف نہیں کئے جاتے۔ دوسرے فرشتے بھی ہر اس بندے کو سلام کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول ہوں۔

سبحان اللہ کیسی برکت والی شب ہے۔ باوجود ہماری سیاہ کاریوں کے محض اس بنا پر کہ ہم گنہگاروں کو مدنی آقا کے رحمت بھرے دامن سے نسبت ہے ان کی امت کہلائے جاتے ہیں ہماری بخشش کے لئے عجیب وغریب سامان مہیا فرما دیئے زیر عرش ایک عظیم الخلقت فرشتہ پیدا فرمایا جس کے پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہیں اس کے ایک ہزار سر ہیں۔ ان میں ہر سر دنیا سے بڑا اور ہر سر میں ایک ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ایک ہزار منہ اور ہر منہ میں ایک ہزار زبانیں جن سے ہر قسم کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ اور ہر زبان کی بولی دوسری زبان سے مختلف جب ان تمام زبانوں سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح کرتا ہے تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے سجدہ میں اس خوف سے گر جاتے ہیں کہ اس کے منہ کے انوار ان کو جلا نہ دیں۔ یہ فرشتہ صبح و شام تسبیح کرتا ہے۔ اور شبقدر میں نازل ہو کر اپنی تمام زبانوں سے اس امت کے روزہ داروں کے واسطے صبح صادق تک دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا۔ کہ جو شخص شبقدر میں بعد نماز عشا سات مرتبہ سورۂ انا انزلناہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کریں گے۔ اور جو شخص جمعہ کے دن نماز سے پہلے اس کو تین مرتبہ پڑھے گا تو اس کے نامہ اعمال سے ان لوگوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ جنہوں نے اس دن نمازِ جمعہ ادا کی۔

شب قدر کا تعین

چونکہ صراحۃً کسی حدیث میں نہیں فرمائی گئی۔ اس لئے صحابہ وعلما نے اپنے علم کے اعتبار سے مختلف تاریخیں بیان فرمائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی اوپر گزرا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ رمضان ہی میں ہوتی ہے اور اکثر بیشتر رمضان کی آخری دس تاریخوں میں حضرت ابوالحسن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں رمضان شریف میں شبقدر پاتا ہوں۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر پہلی تاریخ رمضان کی اتوار یا بدھ کو ہوتی ہے تو شبقدر انتیسویں رات کو ہوتی ہے۔ اور جب پیر کو پہلی ہوتی ہے تو اکیسویں شب کو شبقدر ہوتی ہے۔ اور جمعہ یا منگل کی پہلی ہو تو ستائیسویں رات کو شبقدر ہوتی ہے۔ اور جب جمعرات کی پہلی ہوتی ہے تو پچیسویں رات کو لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اور جب ہفتہ کی پہلی ہوتی ہے تو تیئسویں شب کو لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ لیکن اکثر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔

الغرض اس رات کی تلاش میں عشرہ آخر کی دسویں رات تک شب بیداری کی جائے۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عشرہ کی برکت سے ہر رات کی عبادت کا ثواب شبقدر کے برابر ہی عطا فرمائے ؎

ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی

شب قدر

سال کی راتوں میں شبقدر افضل ترین شب ہے اور اس شب کی طلب مستحب ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شب قدر رمضان میں ہوتی ہے۔ نہیں معلوم وہ کونسی شب ہے۔ بہرحال اس میں اقوال بہت سے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ رمضان مبارک کی ستائیسویں رات ہے اور اسی پر اکثر علما کا اتفاق ہے۔

وجہ تسمیہ

شب قدر کو شبقدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات میں ہر امر کا فیصلہ ہوتا ہے اور موت۔ زندگی۔ رزق میں کمی زیادتی غرض کہ سال میں ہونے والے تمام امور اسی رات میں لکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر محکمہ سے تعلق رکھنے والے ملائک کو سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔

اخفاء کی حکمت

علما فرماتے ہیں کہ اسی شب کی اخفاء میں یہ حکمت ہے کہ لوگ اس کی طلب کریں۔ اور ہر رات اسی خیال سے عبادت میں گزاریں۔ کہ شاید یہی رات شب قدر ہے۔ اس طرح ان کے حسنات اور نیکیاں زیادہ ہو جائیں اور نیک عمل پر رغبت ہو۔ اس لئے بعض علمانے فرمایا کہ جو شخص سال بھر قیام کرے گا۔ انشا اللہ تعالیٰ اس کو پا ہی لے گا۔

بعض علمانے نہایت ہی پُر لطف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ

من لم یعرف قدر اللیلۃ
لم یعرف لیلۃ القدر

ترجمہ "جس شخص نے رات کی قدر نہ جانی۔ وہ لیلۃ القدر کی قدر کیا پہچانے گا۔"

بہرحال رمضان مبارک کی ستائیسویں شب جس کو شبقدر لیلۃ القدر۔ لیلۃ البراۃ وغیرہ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے نہایت ہی متبرک و محترم اور نورانی مقدس رات ہے آج کی صحبت میں ہم شبقدر کے متعلق ہی احادیث کا ذکر کرتے ہیں۔

شب قدر کی تلاش

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

تحروا اللیلۃ القدر فی الوتر
من العشر الاواخر من
رمضان۔ (بخاری)

ترجمہ: "شب قدر کو پچھلے عشرہ رمضان کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔"

اس حدیث میں شب قدر کی تعیین نہیں فرمائی ہے اس میں حکمت وہی ہے کہ لوگ رمضان کے آخری عشرہ کی تمام راتوں کو عبادت و ریاضت و تلاوت قرآن کے لئے وقف کر دیں۔ اور ثواب بے شمار حاصل کریں۔

شب قدر میں کونسا وظیفہ پڑھنا چاہیئے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ان علمت ای لیلۃ لیلۃ القدر

ما اقول فیہ۔

ترجمہ: "میں نے دربارِ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ اگر میں شبقدر کو جان لوں تو اس رات میں کیا پڑھوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ وظیفہ پڑھا کرو۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔"

اس وظیفہ کا ترجمہ یہ ہے:

"الٰہی تو کثیر العفو ہے معافی کو پسند فرماتا ہے میری خطائیں بھی معاف کر دے۔"

شب قدر میں جبریل علیہ السلام اترتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا کان لیلۃ القدر نزل جبرئیل علیہ السلام فی لیلۃ من الملائکتہ یصلون علی کل عبد قائم اوقاعد مذکر اللہ عزوجل۔

ترجمہ: "جب شب قدر ہوتی ہے جبریل امین ملائکہ کی جماعت میں اترتے ہیں اور ہر قیام و قعود کرنے والے بندے پر جو خدا کے ذکر و عبادت میں مشغول ہو دعا کرتے ہیں۔"

(بیہقی)

شب قدر میں بخشش ہوتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فاذا کان یوم فطرھم باھی بھم ملائکتہ فقال یا ملائکتی ماجزاء اجیر وفیٰ عملہ۔

ترجمہ: "اور جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے ملائکہ پر اپنے ان بندوں کے ساتھ فخر و مباہات فرماتا ہے کہ اے میرے ملائکہ اس مزدور کی کیا جزا ہے جس نے اپنا کام پورا کیا۔"

قال ربنا جزاءہ ان یوتی اجرہ۔

ترجمہ: "فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! اس کی یہ جزا ہے کہ اس کو پورا اجر دیا جاوے۔"

پھر اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:

قال ملائکتی وعبیدی وامائی قضوا فریضتی علیھم ثم خرجوا یعجون الی الدعا وعزتی وجلالی وکرمی وعلوی وارتفاع مکانی لاجیبنھم فیقول ارجعوا قد غفرت لکم وبدلت سیاتکم حسنات قال فیرجعون

مغفوراً لھم ۔ (بیہقی)

ترجمہ: "اے میرے فرشتو میرے بندے اور میری بندیوں نے میرا فرض ادا کیا۔ پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ مجھے اپنی عزت وجلال اپنے کرم و برتری کی قسم ہے میں بے شک ان کی دعائیں قبول فرماؤں گا۔ پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے ۔۔ لوٹو میں نے تمہیں بخش دیا۔ میں نے تمہاری بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ حضور فرماتے ہیں وہ مغفور واپس ہوتے ہیں۔"

اس حدیث شریف میں بدیوں کو نیکیوں سے بدلنے سے مراد یہ ہے کہ صحائف اعمال میں اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے ہر بدی کی جگہ نیکی لکھی جاتی ہے۔

ممکن ہے کہ یہ کرم روزہ داروں کے ساتھ ہی عام ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ عاصیوں کے لئے مغفرت اور توبہ کرنے والوں کے لئے تبدیل مراد ہو جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ جنہوں نے توبہ کی تو اللہ ان کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔

قارئینِ رضوان کو عید مبارک

عید کا شرعی پروگرام

عید کا چاند جب آپ کو عید کا چاند نظر آئے تو پہلے تین بار اللہ اکبر کہئے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھیئے۔

اللھم اھلہ بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی و ربک اللہ۔

ترجمہ: "اے اللہ اس چاند کو ہم پر اس طرح طالع رکھیو کہ ہم آفاتِ نفس اور حوادثِ دہر سے امن و امان میں رہیں اور سلامتی ایمان و قلب اور پابندی احکامِ الٰہی کے ساتھ زندہ رہیں اے چاند تجھ کو وجود سے عدم میں لاکر زندہ رکھنے والا صرف اللہ ہے۔"

چاند دیکھنے کے بعد مغرب کی نماز اسی جذبہ اور اخلاص کے ساتھ ادا کیجیے جس طرح کہ رمضان مبارک میں ادا کرتے تھے۔ پھر عشا کی نماز پڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوٰۃ پڑھتے ہوئے سو جائیے۔ صبح اٹھیئے اور فجر کی نماز باجماعت ادا کیجئے۔

عید کی سنتیں عید کے دن غسل۔ مسواک کرنا۔ عمدہ قسم کی خوشبو لگانا۔ نفیس ترین کپڑے پہننا۔ عیدگاہ کو پا پیادہ جانا ایک راستے سے جانا دوسرے راستے سے واپس آنا۔ عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا سنّت ہے۔

مستحبات عید کے دن صدقہ کی کثرت کرنا عزیز و اقربا دوست و احباب سے ملنا مبارکباد دینا۔ خوشی کا مسرت کا اظہار کرنا مصافحہ اور معانقہ کرنا اور راستہ میں

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَاللّٰہُ اَکْبَر
اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔

عید کی نماز عید کی ہر دو رکعت نماز عاقل بالغ مقیم تندرست پر شہر میں واجب ہے۔ گاؤں میں جمعہ اور عید کی نمازیں جائز نہیں لیکن وہ بڑے گاؤں یعنی قصبے جو شہر کا حکم رکھتے ہیں ان میں جمعہ و عیدین دونوں جائز ہیں۔

جمعہ و عیدین دونوں کی صحت اور ادائیگی کی شرطیں ایک ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ جمعہ میں خطبہ ف

ہے اور نماز جمعہ سے قبل پڑھا جاتا ہے۔

عید کا خطبہ سنت ہے اور نماز عید کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ عید کا خطبہ تمام نمازیوں کو اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر سننا چاہیئے اور جن کو خطبہ کی آواز نہ پہنچے وہ بھی خاموش بیٹھے رہیں۔ ان کو بھی خطبہ کا ثواب مل جائے گا۔

نمازِ عید کا وقت

عید کی نماز کا وقت آفتاب کے بقدر نیزہ بلند ہونے سے زوال تک ہے۔ اگر نماز پڑھنے میں زوال کا وقت آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

نمازِ عید کے پڑھنے کا طریقہ!

دو رکعت واجب عید الفطر کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ پھر سبحانک اللّٰھم پڑھے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دے۔ پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے۔ پھر چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھے۔ کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لئے جاویں۔ اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیئے جاویں۔ پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد شریف اور کوئی سورت پڑھے۔ پھر رکوع کیا جاوے۔

دوسری رکعت میں پہلے الحمد شریف اور سورۃ پڑھے۔ پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے۔ اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ عید میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں۔ تین پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیر رکوع سے پہلے۔ اور ان چھ تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کے برابر سکتہ کیا جائے۔

فائدہ: نماز عید واجب ہے اور اس کا حکم سنہ ۱ ہجری میں جاری ہوا تھا۔

شش عید کے روزے!

ماہ شوال میں چھ دن روزے رکھے جاتے ہیں۔ جن کو لوگ شش عید کے روزے کہتے ہیں۔ ان روزوں کے متعلق سرور کائنات افضل موجودات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے۔ تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (معجم اوسط)

بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لئے جب بھی حرج نہیں۔ (در مختار)

صدقہ فطر

صدقہ ہر مسلمان مالک نصاب پر اپنے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے فی کس ۲ سیر ۳ چھٹانک گندم دینا احسن ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ گندم ہی صدقہ فطر میں دی جائے بلکہ گندم کی قیمت بھی دے سکتے ہیں۔

صدقہ فطر کب ادا کیا جائے؟

۱۔ صدقہ فطر فجر عید کی طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے۔ جو اس سے پہلے مرگیا اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔

۲۔ جو اس سے پہلے پیدا ہوا ہے اس کا صدقہ فطر دینا واجب ہے۔

۳۔ روز عید سے پہلے بھی صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

۴۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنی بدنصیبی کی وجہ سے معاذ اللہ روزے نہ رکھے یا بوڑھا یا مریض جس سے روزہ ساقط ہوگیا اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔

۵۔ بیوی اور بالغ اولاد کا صدقہ انہیں پر واجب ہے۔

۶۔ فطرہ کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔

فہرس کتب مکتبہ رضوان لاہور

صحابہ نمبر جریدہ رضوان کا عظیم الشان صحابہ نمبر جس نے دنیائے شیعیت میں تہلکہ ڈال دیا اور جس کے شائع ہوتے ہی پاک وہند کے شیعی ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ اس میں آیاتِ قرآنیہ سے صحابہ کرام اور خصوصاً خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب اور ان کی حقانیت وللّٰہیت اور خلافت کا زبردست ثبوت دیا گیا ہے اور شیعہ مذہب کی معتبر مذہبی کتب کے حوالوں سے بہت سے اختلافی مسائل کا فیصلہ کیا گیا ہے نہایت ہی مدلّل اور محققانہ مضامین کا گلدستہ ہے۔

صفحات ۸۰ — قیمت صرف ۸/

رسالہ نور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کے ثبوت میں زبردست دلائل اور مخالفین کے تمام اعتراضات کے مکمل جوابات۔ قیمت ۱۰/

الزبدۃ الزکیہ تصنیف اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ اس میں سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے پر قرآن واحادیث سے پُر زور دلائل دیئے گئے ہیں۔ قابل مطالعہ کتاب ہے۔ قیمت ۴/

اتیان الارواح ارواح مومنین کن دنوں میں اپنے گھر آتی ہیں۔ شہداء صالحین کی روحیں کہاں رہتی ہیں۔ اس کا بیان ہے۔ ۲/

جمع القرآن حضرت عثمان کو جامع القرآن کیوں کہا جاتا ہے۔ اور جامع القرآن کون ہے۔ قیمت ۳/

کتاب العقائد بچوں کے پڑھانے کے لئے مفید کتاب۔ اس میں تمام اسلامی عقاید آسان اردو میں لکھے گئے ہیں۔ ۶/

دیوبندی دھرم دیوبندیوں کے عقاید اور ان کے لغو اعتراضات کے جوابات درج کیے گیے ہیں۔ ۵/

اظہارِ حق تالیف مولانا حسن الدین ہاشمی۔ اس میں علم غیب۔ حاضر وناظر۔ نور اور استمداد ایسے مسائل کا مدلّل بیان ہے۔ قیمت ۸/

اعتراض حضرت عمر نے چاہے حضور کے منشا کو سمجھ کر ہی حسبنا کتاب اللہ کہا مگر انہوں نے حضور کے حکم کو تو بہرحال رد کر دیا۔

جواب جب آپ یہ بات مان رہے ہیں کہ حضرت عمر حضور کے حکم کی نوعیت کو سمجھ گئے تھے تو ایسی صورت میں اس کو ردِ حکم کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر اس قسم کے امور کو بھی ردِ حکم قرار دیا جائے گا تو پھر تو حضرت علی پر بھی حکم رسول کو رد کرنے کا الزام قائم ہو سکتا ہے۔

۱۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام ایک رات حضرت علی کے گھر تشریف لے گئے ان کو خوابگاہ سے اٹھایا اور نماز تہجد کی پابندی کی تاکید فرمائی۔ اس پر حضرت علی نے کہا وَاللّٰہُ لَا نُصَلِّیْ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا۔ خدا کی قسم ہم ہرگز نماز ادا نہیں کریں گے مگر جو کچھ اللہ نے ہم پر فرض کیا ہے۔ وَ اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِیَدِ اللّٰہِ اور ہمارے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں اگر نماز تہجد کی توفیق دیتا تو پڑھتے۔ جب حضور نے حضرت علی کا یہ جواب سنا تو حضور ران پر ہاتھ مارتے ہوئے ان کے مکان سے واپس لوٹے۔ فرماتے تھے وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا کہ انسان سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے۔

دیکھیئے حضور علیہ السلام نے نماز تہجد کی تاکید فرمائی اور حضرت علی نے کیا جواب دیا۔ اسی کو اگر کوئی خارجی لے اڑے تو بات کا بتنگڑ بنا کر حضرت علی پر بے شمار سنگین الزام قائم کر سکتا ہے۔ خیر یہ تو بخاری کی حدیث ہے اب شیعہ کی روایت سنیئے۔ جو محمد بن بابویہ نے امالی میں اور دیلمی نے ارشاد القلوب میں روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ۲۶۱
فاطمہ کو سات درہم دیئے اور فرمایا کہ علی کو حکم دینا کہ اس رقم سے اپنے اہل کے لئے غلہ خرید لے کیونکہ ان پر بھوک غالب ہے۔ حضرت فاطمہ نے وہ درہم حضرت علی کو دیئے اور فرمایا رسولِ خدا نے حکم دیا ہے کہ اس رقم سے ہمارے لئے غلہ خرید۔ حضرت علی وہ درہم لے کر باہر نکلے راستہ میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کون ہے جو صحیح وعدہ پر قرض دے۔ حضرت علی نے وہ درہم قرض دے دیئے۔ اب اگر کوئی بدگو اس واقعہ پر بھی تبصرہ کرنا چاہے تو بلا تکلف یہ تبصرہ کر سکتا ہے

۱۔ حضرت علی نے حضور کے حکم کو نہ مانا۔ ۲۔ انہوں نے حضور کو ایذا دی ۳۔ اپنے عیال کی حق تلفی کی۔ ۴۔ مالِ غیر میں تصرف کیا ۵۔ حضور کو ناراض کیا — مگر ظاہر ہے کہ حضرت علی پر یہ الزامات قائم نہیں ہو سکتے تو اسی طرح حضرت عمر پر بھی قائم نہیں ہو سکتے۔

بَابُ الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّیْلِ۔ — باب رات کے وقت تعلیم و وعظ کے بیان میں

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ اِسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَاذَا اُنْزِلَ

حضرت ام سلمہ سے ہے کہ ایک رات حضور (نیند سے) جاگے تو فرمایا سبحان اللہ آج رات کو (آسمان سے دنیا میں) کیا کیا فتنے اترے اور کیا کیا (رحمت کے) خزانے

اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ فَرُبَّ كَاسِيَةٌ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ

کھلے۔ ان حجرے والیوں کو عبادت کے لئے جگاؤ۔ بہت عورتیں دنیا میں پہنے اوڑھے ہیں آخرت میں ننگی ہوں گی۔

۱۔ اس حدیث کا باب سے تعلق واضح ہے ۲۔ امام نے حدیث ہذا کو ابواب ذیل میں ذکر فرمایا ہے۔ صلاۃ اللیل علامات النبوۃ۔ کتاب الادب۔ کتاب اللباس۔ کتاب الفتن — اور ترمذی نے کتاب الفتن میں ذکر کیا ہے۔ ۳۔ عظۃ کے معنیٰ دوسرے کو نصیحت کرنے کے ہیں۔ اور علم کے معنیٰ یہاں اپنے نفس کو نصیحت کرنے کے ہیں۔ ۴۔ حضرت ام سلمہ حضور کی ازواج سے ہیں ان کا نام ھند یا رملہ ہے۔ یہ سہل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی صاحبزادی ہیں۔ ان سے کل ۳۷۸ حدیثیں مروی ہیں ۱۳ حدیثوں پر بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہے ۵۔ سبحان اللہ اللہ کی تسبیح ہے۔ ایک روایت میں انزل اللہ آیا ہے۔ انزال کے معنیٰ کسی چیز کو اوپر سے نیچے اتارنے کے ہیں یہاں حقیقی معنیٰ بن نہیں سکتے۔ مجازی لئے جائیں گے۔" یعنی اللہ تعالےٰ نے امور مقدرہ کی ملائکہ کو اطلاع دی"۔ اسی طرح انزل اللہ القرآن میں انزال کے مجازی معنیٰ ہی مراد ہیں۔ اگر یہ مانا جائے کہ قرآن وہ معنیٰ ہے جو قائم بالذات ہے تو اس کا انزال یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ ان کلمات وحروف کو وجود میں لایا جو معنیٰ پر دلالت کریں اوران کو لوح محفوظ میں ثبت کر دیا اور اگر قرآن سے مراد الفاظ ہوں تو اس کا انزال صرف ان لفظوں کو لوح محفوظ میں ثبت کرنا ہوگا۔ کیونکہ انزال وجود شئی کے بعد ہی ہوسکتا ہے — انزال کتب سماویہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ فرشتہ نے اللہ سے تلقی روحانی پائی یا لوح محفوظ سے اس کو حفظ کیا اور اس کو لے کر اترا اور انبیاء کرام تک پہنچا دیا۔ ۲۶

مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ منصوب علی الظرفیۃ ہے حاصل معنیٰ یہ ہوں گے کہ اس رات اللہ تعالےٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آئندہ رونما ہونے والے فتنوں سے اطلاع دی یا ان کا مشاہدہ کرایا۔ چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا۔ میں بارش کے مسلسل قطرات کی طرح فتنوں کو اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں حضور نے ہمیں قیامت تک ہونے والے واقعات وحادثات کی اطلاع دی۔ (بخاری ومسلم)

ماذا میں چند وجہیں ہیں: ۱۔ ما استفہام کے لئے اور ذا اشارہ کے لئے ۲۔ ما اشارہ کے لئے ذا موصولہ بمعنیٰ الذی ۳۔ ما زائدہ اور ذا اشارہ کے لئے ۴۔ ماذا ترکیب میں کلمہ استفہام ہو ۵۔ ما نکرہ موصوفہ بمعنیٰ شئی ۶۔ ما استفہام کے لئے ذا زائدہ ہو — ایک جماعت نے جن میں ابن مالک بھی شامل ہیں اس کو جائز رکھا ہے۔ انزل صیغہ مجہول ہے۔

وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ: عام شارحین نے خزائن سے صحابہ کرام کی فتوحات مراد لی ہیں۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے۔ حضور نے جو پیشین گوئی فرمائی۔ حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاتھوں پوری ہوئی انہیں کے زمانہ میں روم وایران کی سلطنتیں

زیر وزبر ہوئیں اور ان دونوں ملکوں پر اسلام کا قبضہ ہوا۔ اور قیصر وکسریٰ کے خزانے ہاتھ آئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳ھ میں مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو پھر حضرت خالد ابن ولید کو ملک ایران کی طرف بھیجا۔ اور بہت مال غنیمت مسلمانوں کو ملا۔ ابھی ایران کا کوئی شہر فتح نہ ہونے پایا تھا کہ قیصر روم کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ یرموک کی عظیم الشان لڑائی پیش آئی۔ جس میں مسلمانوں کو بڑی نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اور دمشق بھی آپ کے وقت میں فتح ہوا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات تو حدِ شمار سے باہر ہیں۔ روم ایران مصر آپ کے زمانہ میں فتح ہوئے ازالۃ الخفاء میں ہے کہ ایک ہزار چھتیس شہر مع ان کے مقامات کے مفتوح ہوئے اور چار ہزار مسجدیں بنیں اور چار ہزار گرجے ویران ہوئے اور نوسو منبر مسجدوں میں بنائے گئے۔ یعنی نوسو جامع مسجدیں بنیں۔

حضرت عثمان غنی کے زمانہ میں بھی عظیم فتوحات ہوئیں۔ قسطنطنیہ۔ افریقہ۔ جزیرہ قبرص بحری وبری جنگوں کے بعد مفتوح ہوئے۔ اور ہرقل انہیں کے زمانہ میں فی النار ہوا۔ اس کے علاوہ بعض وہ ممالک جو باغی ہو گئے تھے مثلاً ہمدان۔ رے۔ اسکندریہ۔ فارس۔ خراسان۔ آذربائیجان از سرِ نو فتح ہوئے۔

غرضکہ اللہ عزوجل نے جن فتوحاتِ آئندہ کی اطلاع دی یا حضور کو ان کا مشاہدہ کرایا وہ حضرات خلفائے ثلاثہ کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوئیں۔ جس سے حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کا برحق ہونا بھی ثابت ہوا۔

اس کے بعد آپ نے **صواحب الحجر** یعنی ازواج مطہرات کو جگانے کا حکم دیا تاکہ وہ رات کے ۲۶۳
نوافل پڑھیں۔ یہ حضور کی عادت کریمہ تھی کہ جب کسی اہم بات کا ظہور ہوتا تو آپ عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ اور لوگوں کو بھی اس کی طرف متوجہ کرتے۔ چونکہ اس وقت ازواج مطہرات ہی حاضر تھیں اس لئے ان کو جگانے کا حکم دیا۔

رُبَّ کاسِیَۃٍ فی الدُّنیا : یعنی بہت عورتیں ہیں جو اس دنیا میں تو پہنے اوڑھے نظر آتی ہیں۔ مگر آخرت میں ننگی ہوں گی۔ یعنی آخرت میں وہ نیکیوں سے خالی ہوں گی۔ اس میں عورتوں کو خصوصی طور پر عمل کی ترغیب دی گئی ہے کہ ان کو چاہئے کہ وہ احکام اسلامیہ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔

مسائلِ حدیث : حدیث ہذا مسائل ذیل پر مشتمل ہے :

۱۔ آدمی کو رات میں اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کے ذکر وعبادت کے لئے جگانا مستحب ہے خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ کسی اہم بات کا ظہور ہو۔

۲۔ تعجب کے اظہار کے لئے لفظ سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔

۳۔ رات کے وقت علم دین کی تعلیم دینا اور نصیحت کرنا بھی جائز ہے۔

بَابُ السَّمَرِ فِي الْعِلْمِ باب رات کو سونے سے قبل علم کی باتیں کرنا۔

سمر اس گفتگو کو کہتے ہیں جو رات کو سونے سے پہلے کی جاتی ہے عموماً لوگ اپنی خواب گاہوں میں نیند آنے

سے پہلے قصے کہانیاں اور فضول باتیں شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ سو جاتے ہیں ایسا سمر جو امور خیر پر مشتمل نہ ہو ممنوع ہے۔ لیکن یہاں سمر سے مراد وعظ و نصیحت کی گفت گو ہے جو مستحب اور محمود عند الشرع ہے۔

اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا حضور نے اپنی حیات کے آخری ایام میں ہمیں نماز عشا پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا تم نے اس رات کو دیکھا؟ اب سے سو برس کے بعد جتنے لوگ اس وقت زمین پر ہیں ان میں سے کوئی نہیں رہے گا۔

اس حدیث کو امام نے کتاب الصلوٰۃ میں بھی ذکر کیا ہے اور مسلم نے فضائل میں

فوائد و مسائل: گزشتہ باب میں رات کو وعظ و نصیحت کرنے کا ذکر تھا۔ اس باب میں سونے سے قبل وعظ و نصیحت کا بیان ہے۔ ۲۔ حضور نے جو نماز ادا فرمائی وہ عشا کی نماز تھی اور اپنے وصال کے ایک ماہ قبل یہ نماز پڑھائی تھی جس کو راوی نے فی آخر حیاته کے لفظ سے ظاہر کیا ہے۔ ۳۔ اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مجلس کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ میری امت کی عمریں اگلی امتوں کی عمروں کی طرح لمبی نہیں ہوں گی۔ اس لئے تم کو اللہ کی بندگی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں وقت گزارنا چاہیے۔ اور امور خیر میں حصہ لینے کی زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ ۲۶۴

توجیہات حدیث ہٰذا: شارحین حدیث نے حضور کے اس جملہ لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض کے مختلف معنی کئے ہیں جو یہ ہیں:

۱۔ علامہ نووی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس رات میں جو بھی زمین پر انسان موجود ہے وہ سو سال سے زیادہ تک زندہ نہیں رہے گا۔ اور یہ مطلب اس کا نہیں ہے کہ اس رات کے بعد جو پیدا ہوگا وہ بھی سو برس تک زندہ نہ رہے گا۔

۲۔ اصیلی کی روایت میں فَاِنَّ عَلٰى رَاْسِ کا لفظ آیا ہے یعنی سو برس کے ختم تک۔ مطلب یہ کہ اس وقت جو لوگ زمین پر موجود ہیں ان میں سے سو برس پورے ہونے تک کوئی زندہ نہ رہے گا۔

۳۔ ابن بطال نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت زمین پر جو لوگ موجود ہیں وہ سو برس کی مدت میں سب مر جائیں گے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ حالاں کہ وہ زندہ ہیں اسی طرح شیطان بھی زندہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور کے ارشاد کا تعلق انسان سے ہے اور انسان بھی وہ جو زمین

پر ہو کیونکہ وجہ الارض کا لفظ موجود ہے۔ اور خطاب بھی صرف انسانوں سے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نہیں ہیں۔ بلکہ آسمانوں پر ہیں اور شیطان بنی آدم سے نہیں ہے بلکہ جنّ ہے اسی طرح حضرت خضر کی موت پر بھی استدلال تام نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس وقت حضرت خضر زمین پر نہ ہوں بلکہ سمندر میں ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ زمین سے مراد ہی عرب کی زمین ہو۔ جیسا کہ آیت قرآنی الم تکن ارض اللہ واسعۃ میں ارض سے مراد مدینہ کی زمین ہے اور خضر اس رات عرب کی زمین پر نہ ہوں۔ غرضکہ ساکنان بحر و آسمان و ہوا اور بنی نوع انسان کے علاوہ جو ہیں وہ اس ارشاد نبوی میں داخل ہی نہیں ہیں۔

بعض شارحین نے کہا اس کا مطلب یہ ہے جو لوگ اس وقت مجلس نبوی میں موجود تھے ان سے یہ فرمایا کہ جن کو تم دیکھتے اور جانتے ہو وہ سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہیں گے۔ چنانچہ سب سے آخری صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہیں جنہوں نے سنہ١١٠ھ میں وفات پائی۔

علامہ عینی نے مذکورہ بالا سوالات کے جواب میں لکھا ہے کہ مراد اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے خواہ وہ مسلم ہوں یا کافر۔ مسلمان امت اجابۃ ہیں اور کفار امت دعوت۔

وَعِیسٰی وَخِضَرٌ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ لَیْسَا دَاخِلِیْنَ فِی الْاُمَّۃِ وَاَمَّا الشَّیْطَانُ فَاِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ
۲۶۵ بَنِیْ آدَمَ۔ (عینی ج ١ ص٥٧٥)

اور عیسیٰ و خضر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل نہیں اور شیطان بنی آدم سے نہیں ہے۔

بہرحال اس قدر پر سب شارحین متفق ہیں کہ حدیث ہذا میں عمل صالح کی ترغیب دی گئی ہے اور عمر کی ناپائیداری کی طرف توجہ دلا کر امور خیر میں زندگی گزارنے کی ہدایت کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ کتنے افراد ہیں جو سو برس تک زندہ رہتے ہیں اور اگر رہتے بھی ہیں تو بے عملی کی زندگی بھی کوئی زندگی ہے۔ زندگی وہ ہے جو اللہ کی بندگی میں گزرے

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِیْ بَیْتِ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَہَا فِیْ لَیْلَتِہَا فَصَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ فَصَلّٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ

حضرت عباس کہتے ہیں کہ میں نے میمونہ بنت الحارث جو میری خالہ ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیوی ہیں ان کے ہاں رات گزاری اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس رات ان کے ہاں تھے۔ حضور نے نماز عشا پڑھی پھر اپنے حجرہ میں آکر چار رکعت پڑھیں پھر سو رہے پھر اٹھے اور فرمایا۔ غلیم سو گیا یا اسی کے مشابہ کوئی کلمہ فرمایا۔ پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔

ثُمَّ قَامَ ثُمَّ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ اَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْخَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

(میں بھی جاگ گیا) اور آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا۔ آپ نے مجھے اپنی سیدھی طرف کر لیا اور پھر پانچ رکعت پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں۔ پھر آپ سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔ پھر آپ نماز فجر کے لئے (مسجد میں) تشریف لائے۔

فوائد و مسائل: اس حدیث کو امام نے کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کیا۔ اسی طرح ابوداؤد و نسائی نے۔ غلیم غلام کی تصغیر ہے۔ اس سے حضرت ابن عباس مراد ہیں۔ حضور نے عشا کے بعد کل گیارہ رکعتیں پڑھیں۔ چھ نفل ۳ وتر۔ اس کے بعد دو رکعتیں۔ یہ سنت فجر تھیں۔

حدیث ہذا مسائل ذیل پر مشتمل ہے:

۱۔ اس حدیث سے حضرت ابن عباس کی فضیلت نکلتی ہے کہ باوجود کم سنی کے وہ حضور کے رات کے اعمال پر نگاہ رکھتے تھے۔

۲۔ نفل نماز باجماعت پڑھ سکتے ہیں۔ ۲۶۶

۳۔ عمل یسیر سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۴۔ اگر مقتدی ایک ہو تو وہ امام کے داہنی طرف کھڑا ہو۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند ناقض وضو نہیں اور اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے سوال کیا کہ آپ سو کر اٹھتے ہیں تو بغیر وضو فرمائے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ حضور نے جواب میں ارشاد فرمایا "عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے"۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نیند بھی بے مثل ہے۔ لوگ سوتے ہیں تو ان کی آنکھیں اور دل بھی سو جاتے ہیں مگر حضور کا قلب مقدس ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔

بَابُ حِفْظِ الْعِلْمِ

باب علم دین کو یاد رکھنے کے بیان میں

اس باب میں امام نے سوائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے کسی اور سے روایت نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہ حافظ حدیث ہیں اور ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ حضور سے جو بات سنتے تھے اسے بھولتے نہ تھے اور یہ ایک ایسی خصوصیت تھی جو کسی اور صحابی میں نہ تھی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّاسَ — حضرت ابوہریرہ سے ہے انہوں نے کہا

يَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَلَوْ لَا آيَتَانِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيْثًا ثُمَّ يَتْلُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى اِلٰى قَوْلِهٖ رَحِيْمٌ اِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِيْ اَمْوَالِهِمْ وَاِنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِهٖ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُوْنَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُوْنَ۔

لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ نے بہت حدیثیں
روایت کیں اگر اللہ کی کتاب میں یہ دو آیتیں
نہ ہوتیں تو میں کوئی حدیث روایت نہ کرتا۔
(قرآن میں ـ سورہ بقر) اللہ تعالےٰ نے
فرمایا: جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی ہوئی نشانیوں
اور ہدایت کو جو ہم نے اتاریں۔ آخیر تک۔
(یعنی ان التواب الرحیم تک)
ہمارے بھائی مہاجرین تو بازاروں میں خرید و
فروخت میں مشغول رہتے اور ہمارے
بھائی انصار کھیتی باڑی میں مصروف رہتے۔
اور ابوہریرہ (نہ تجارت کرتا نہ زراعت)
وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
حاضر رہتا اپنا پیٹ بھرنے کے لئے۔ اور ۲۶۷
ایسے موقعوں پر حاضر رہتا جہاں لوگ حاضر
نہ رہتے اور وہ باتیں یاد رکھتا جن کو لوگ
یاد نہ رکھتے۔

اس حدیث کو امام نے باب الزراعت اور الاعتصام میں ذکر کیا۔ اور مسلم نے فضائل میں

فوائد : ابن ماجہ نے سنت میں ذکر فرمایا۔ اکثر ابوہریرہ۔ یہ لوگوں کے کلام کی حکایت ہے یعنی لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ **ولولا آیتان** حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں اگر قرآن میں کتمان دین کی ممانعت نہ ہوتی تو میں حدیث بیان نہ کرتا لیکن قرآن نے دین کے چھپانے سے منع فرما دیا تو اب مجھ پر واجب ہو گیا کہ میں حضور اکرم سے جو کچھ سنوں اس کو دوسروں تک پہنچا دوں۔ **صفق** کے لغوی معنی پشت دست پر ہاتھ مارنے کے ہیں۔ اس سے مراد بیع و شراء ہے **من الانصار**۔ انصاری وہ لوگ ہیں جنہوں نے مدینہ میں حضور اکرم کو جگہ دی اور ہر طرح سے آپ کی مدد کی **العمل فی اموالھم** سے مراد کھیتی باڑی ہے مسلم میں تصریح ہے **کان یشغلھم عمل ارضیھم** مطلب یہ کہ مہاجرین و انصار خرید و فروخت و زراعت میں مشغول رہتے اس وجہ سے ان کو دربار نبوی میں زیادہ حاضری کا موقع نہ ملتا۔ اور ابوہریرہ تجارت و زراعت سے بے نیاز تھے خود ہی فرماتے ہیں میں تو مساکین صفہ میں سے ایک مسکین تھا۔ اور ہمیشہ مجلس نبوی کے حاضر باش تھے۔ یہ بات بھی ان کی کثرت روایت کا سبب بنی۔

مسائل حدیث : معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حدیث رسول کو دین سمجھتے تھے اور دین سے متعلق قولاً

وعملاً حضور جو بھی ہدایات دیتے اس کے اظہار کو واجب جانتے تھے۔ دوم یہ کہ حدیث بھی دین ہے حضرت ابو ہریرہ نے اپنی کثرت روایت کی وجہ یہ بتائی کہ قرآن نے دین کے چھپانے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں حدیث کے چھپانے کو گناہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ وہ بھی دین ہے۔ واضح ہوا کہ صحابہ نے دین سے متعلق جو کچھ حضور سے سنا اس کی اشاعت و تبلیغ کر دی اور یہ بات بھی حدیث کی حفاظت و اشاعت کا سبب بن گئی۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی اَسْمَعُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنْسَاہُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَاءَکَ فَبَسَطْتُہٗ قَالَ فَغَرَفَ بِیَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّہٗ فَضَمَمْتُہٗ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدُ۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے بہت باتیں سنتا ہوں اور ان کو بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلا۔ میں نے چادر پھیلائی آپ نے میری چادر میں دو مٹھی بھر کر (ڈال دیا) فرمایا چادر سمیٹ لے میں نے سمیٹ لی اس کے بعد میں پھر کوئی بات نہ بھولا۔

فوائد: اس حدیث کو بخاری نے علامات النبوۃ میں بھی ذکر کیا ہے اور ترمذی نے مناقب میں ذکر کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابن عیینہ کی روایت میں زہری سے ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا ۲۶۸
جب سے حضور نے میری چادر میں کچھ ڈالا ہے خدا کی قسم جو کچھ آپ سے سنتا ہوں اس کو بھولتا نہیں ہوں۔ یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے حضرت ابو ہریرہ کو قوتِ حافظہ عطا فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسب ضرورت اپنی واقعی فضیلت کو بیان کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ نے اپنی فضیلت بیان کی۔ ہاں از راہِ تکبر و غرور اپنی فضیلت کو بیان کرنا ممنوع ہے۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ حَفِظْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَبَثَثْتُہٗ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُہٗ قُطِعَ ھٰذَا الْبُلْعُوْمُ۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم سے علم کے دو برتن بھرے ہیں ایک برتن کو تو میں نے پھیلا دیا (اس کی تبلیغ کر دی) دوسرے برتن کو اگر پھیلاؤں تو میرا نرخرا کاٹ دیا جائے۔

(امام بخاری نے فرمایا بلعوم وہ ہے جس سے کھانا اترتا ہے)۔

فوائد و مسائل: حضرت ابو ہریرہ صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں نے حضور سے دو قسم کے علم حاصل کئے۔ ایک وہ جس کا تعلق دین سے تھا تو جو حدیثیں دین اور شریعت سے متعلق تھیں ان کو میں نے پھیلا دیا کیونکہ ان کی تبلیغ و اشاعت فرض تھا لیکن دوسرا علم جس کا احکام شرعیہ سے تعلق نہ تھا اور اس کا اظہار بھی ضروری نہ تھا۔ اس کو میں نے ظاہر نہیں کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتمان دین حرام ہے۔ اور جس کو دین کی کوئی بات معلوم ہو اس کا اظہار اور اس کی تبلیغ واجب ہے اس لئے سابقہ حدیث میں حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ اگر قرآن میں دین کے چھپانے کی ممانعت نہ ہوتی تو میں حدیث بیان کرنے میں اتنی کوشش نہ کرتا۔